عجیب چیز ہے کہ عین دربار یزید میں جب خطیب نے خطبہ پڑھا اور پھر امام زین العابدینؑ نے خطبہ کی اجازت چاہی اور بمشکل اجازت ملی اور آپ نے خطبہ پڑھا۔ اور یزید نے اثنائے خطبہ میں اذان کا حکم دے دیا اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کی آواز پر امام زین العابدینؑ نے یزید کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ میرے جد بزرگوار تھے یا تیرے۔ اس وقت اس مقتل میں لکھا ہے کہ:

فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ جَوَابًا وَدَخَلَ دَارَهٗ وَقَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِالصَّلٰوةِ۔

اس نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی حرم سرا میں داخل ہو گیا اور کہا کہ اب مجھے نماز کی ضرورت نہیں۔

اس سے متصل کر کے تحریر ہے:

قَالَ فَقَامَ الْمِنْهَالُ اِلٰى عَلِيِّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ لَهٗ كَيْفَ اَصْبَحْتَ... الخ

راوی کا بیان ہے کہ اس پر منہال کھڑے ہو کر امام زین العابدینؑ کے پاس آئے اور آپ سے کہا کہئے! آپ کا کیا حال ہے؟

حالانکہ یہ گفتگو اس وقت انتہائی بے جوڑ ہے، اور اس کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اتنی مثالیں ہمارے خیال میں اس مقتل کے مرتبہ و مقام کو نمایاں کرنے کے لئے کافی ہیں اور چونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ اس مقتل میں درج ہونے کے باوجود ہمارے دوسرے مورخین اور علماء نے انھیں اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسے علمائے سلف نے قابل اعتبار نہیں سمجھا۔ نہ اس کے زیادہ تر روایات کو شہرت عام کا درجہ حاصل ہوا۔

علی نقی النقوی

۱۳/ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ

کربلا

تذہیب نگروری

کچھ اس طرح سے دل کو لبھاتی ہے کربلا
شبّیریت کا جام پلاتی ہے کربلا
نوحہ جسے بھی اپنا سناتی ہے کربلا
یہ کہکشائیں، شمس و قمر سب ہی ہیچ ہیں
مرعوب بادشاہوں سے ہوتی نہیں کبھی
کرب و بلا سے جس کا بھی رشتہ ہے استوار
سینے میں اس کے جذبۂ بیدار ہے نہاں
اے غافلو! یہ گلشنِ علم و عمل بھی ہے
بس اس سبب ہے خامۂ تذہیبؔ، بے گناہ

پل بھر میں حُر کو اپنا بناتی ہے کربلا
طرزِ یزیدیت سے بچاتی ہے کربلا
سامع کو زار زار رُلاتی ہے کربلا
آنکھوں میں اپنی صرف سماتی ہے کربلا
ٹھوکر سے تخت و تاج اُڑاتی ہے کربلا
محشر تلک وہ رشتہ نبھاتی ہے کربلا
جو سو رہے ہیں ان کو جگاتی ہے کربلا
علم و عمل کے پھول کھلاتی ہے کربلا
کیا اچھا، کیا برا ہے بتاتی ہے کربلا